Open Access

Al-Irfan(*Research Journal of Islamic Studies*)

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 08, Issue 16, July-December2023,

Email: alirfan@mul.edu.pk

تکریمِ انسانی اور مثلہ کی ممانعت: شرعی و قانونی جائزہ

Respect OF Humainity and Probition of body Multilation (Islamic and Legal Review)

Dr. Muhammad Adil

Lecturer Department of Islamic Studies, Bacha Khan University, Charsadda, Kpk

adilfareedi@bkuc.edu.pk

Dr. Ziaullah Rahmani

Regional Advisor for Islamic Law & Jurisprudence, International Committee of the Red Cross

ABSTRACT

Allah Ta'ala bestowed the "Man" an exalted rank- the highest creation among all creations and has given him such sanctity and dignity which is not limited to life but continues after death. That's why in Islamic Shari'ah, clear orders have been given regarding the respect of the human body and it has not only been forbidden to do any harm to it, but it has also made it obligatory to bury it with dignity and respect. Even the desecration of the dead body of a criminal who has committed the worst crimes and who has fought on behalf of the enemy in war is prohibited. But regrettably, in the recent past, both in peace and in war, there have been continuous incidents of desecration of human corpses, so the need was felt that in the life of a person, while giving the death penalty for a crime or killing and after death, a Shari'a and legal approach based on honoring and respecting the human body should be brought forward. Considering this need, these three aspects have been examined in this Article under review, especially by mentioning the Quranic verses, Ahadith, and the sayings of Fuqaha, the Shariah ruling has been explained. Along with this, the current legal status of "Musla" has also been discussed in terms of international humanitarian law and other international laws.

Keywords:

Musla, Dead Body, Human Corpses, Desecration, Shari'a.

https://doi.org/10.58932/MULB0019

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اوراس کو ایسی حرمت و کرامت عطافرمائی جو محض زندگی تک محدود نہیں بلکہ موت کے بعد برقرار رہتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامی میں انسانی لاش کی تکریم کے حوالے واضح احکامات دیئے گئے ہیں اوراسے کسی بھی قسم کے نقصان پہنچانے سے نا صرف منع فرمایا بلکہ عزت واحترام کے ساتھ اس کی تدفین کا پابند بنایا۔ یہاں تک کہ بدترین جرائم کرنے والے مجرم اور جنگ میں دشمن کی طرف سے لڑنے والے مقتول کی لاش کی بے حرمتی بھی ممنوع قرار دی گئی ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ماضیٔ قریب میں حالتِ امن اور جنگ دونوں میں انسانی لاشوں کی بے حرمتی کے واقعات تسلسل پیش آئے ہیں، لہٰذا یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ انسان کی زندگی میں، کسی جرم میں سزائے موت دیتے یا قتل کرتے وقت اور موت کے بعد انسانی لاش کے حوالے تکریم واحترام پر مبنی شرعی و قانونی نقطۂ نظر سامنے لایا جائے۔ اسی ضرورت کو مد نظر رکھ زیرِ نظر مقالہ میں ان تینوں پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے، خصوصاً انسانی لاش کو مثلہ کرنے سے متعلق آیاتِ قرآنی،احادیث مبارکہ ،آثار صحابہ اوراقوالِ ائمہ کو ذکر کرکے اس کا شرعی حکم بیان کیا گیا ہے،اس کے ساتھ بین الاقوامی قانونِ انسانیت سمیت دیگر عالمی قوانین سے مثلہ کی موجودہ قانونی حیثیت بھی زیرِ بحث لائی گئی ہے۔

یہ تحقیقی مقالہ کو مندرجہ ذیل حصوں میں منقسم ہے: ابتداء میں کرامتِ انسانی کے حوالے سے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ نقل کی گئی ہیں۔ دوسرے حصے میں کرامتِ انسانی کی وجہ سے ممنوع قرار دی گئی قتل کے طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیسرے حصے میں مثلہ کی تعریف اور شرعی حکم بیان کیا گیا ہے، جبکہ چوتھے حصے میں مختلف عالمی وملکی قوانین میں انسانی لاش کی حرمت کے حوالے سے موجود دفعات کو ذکر کئے گئے ہیں۔آخر میں مقالے سے اخذ شدہ نتائج بیان کئے گئے ہیں۔

قرآن وحدیث سے کرامتِ انسانی کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اوراسے فوقیت وفضیلت عطافرمائی ہے، سورۃ الاسراء میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا(1)﴾

(1) سورۃ بنی اسرائیل،۱۷/۷۰۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ یہ کرامت انسان کے مرنے کے بعد بھی ویسے ہی برقرار رہتی ہے جس طرح زندگی میں ہوتی ہے، جیسے افرمان رسالت مآب ﷺ ہے:

"كسر عظم الميت ككسر عظم الحي(1)"

مردے کی ہڈی توڑنا زندہ انسان کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔

ملا علی قاریؒ(2)اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّهُ لَا يُهَانُ مَيِّتًا، كَمَا لَا يُهَانُ حَيًّا(3)"

اس میں اشارہ ہے کہ میت کی اہانت زندہ انسان کی اہانت کی طرح ہے۔

علامہ ابن حجر(4) نے بھی یہی فرماتے ہیں:

"وَيُسْتَفَادُ مِنْهُ أَنَّ حُرْمَةَ الْمُؤْمِنِ بَعْدَ مَوْتِهِ بَاقِيَةٌ كَمَا كَانَتْ فِي حَيَاتِهِ(5)"

اس حدیث یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ مؤمن کو زندگی میں جو کرامت حاصل تھی اسی طرح مرنے کے بعد بھی برقرار رہتی ہے۔

---

(1)ابوداؤد، سلیمان ابن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی الحفار یجد العظم/رقم الحدیث:۳۲۰۷۔

(2)علی بن محمد(متوفی ۱۰۱۴ھ)نے ملا علی قاریؒ کے نام سے شہرت پائی۔آپ معروف حنفی فقیہ اور صاحب التصانیف شخصیت تھے۔آپ کی تصانیف میں مرقات المفاتیح، شرح الشفاء، شرح مشکلات مؤطا اور بدایۃ السالک وغیرہ شامل ہیں۔(الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، دار العلم للملایین،/۵:۱۲)

(3)ملا علی قاری، علی بن محمد، مرقاۃ المفاتیح، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۲ھ/۳:۱۲۲۶۔

(4)احمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی(۷۷۳ھ۔۸۴۹ھ)حافظ، محدث، فقیہ، قاضی اور صاحب التصانیف تھے۔آپ کی تصانیف میں فتح الباری، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب وغیرہ شامل ہیں۔(السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، نظم العقیان فی اعیان الاعیان، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت/۱:۴۵)

(5)العسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، فتح الباری، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ/۹:۱۱۳۔

انسان کو قتل کرنے کی ممانعت

شریعتِ اسلامی نے انسان کو قتل کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے چاہے مؤمن ہو یا کافر ،قرآن کریم میں مختلف طریقوں کے اس کا ساتھ کو ذکر کیا گیا ہے، جیسے سورۃ الانعام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ(1)﴾

قتل نہ کرو کسی ایسی جان کو جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سوائے اس کے کہ حق کی بنیاد پر ہو۔

پھر ایک انسان کے ناحق قتل کو تمام انسانیت کی قتل کے برابر قرار دیا، سورۃ المائدۃ میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا(2)﴾

سورۃ البقرۃ میں موجب قصاص جرم قرار دیا گیا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى(3)﴾

اذیت رساں طریقوں سے قتل کی ممانعت

شریعتِ اسلامی نے بعض صورتوں میں انسان کے قتل کی اجازت دی ہے، جن میں مختلف جرائم اور قتال کے موقع پر مسلح تصادم میں باقاعدہ حصہ لینے والے شامل ہیں، لیکن ان مواقع پر بھی انسان کو ایسے طریقوں سے قتل کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے جو اذیت رساں ہوں، بلکہ موت کے ساتھ اضافی اذیت سے بھی منع کیا گیا ہے جیسے علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

"وَإِنْ رَأَى الْإِمَامُ قَتْلَ الْأَسَارَى فَيَنْبَغِي لَهُ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ بِالْعَطَشِ وَالْجُوعِ وَلَكِنَّهُ يَقْتُلُهُمْ قَتْلًا كَرِيمًا(4)"

---

(1)سورۃ الانعام،۶:۱۵۱۔

(2)سورۃ المائدۃ،۵:۳۲۔

(3)سورۃ البقرۃ،۲:۱۷۸۔

(4)السرخسی، محمد بن احمد، شرح السیر الکبیر، الشرکۃ الشرقیۃ ،۱۹۷۱ء/ص۱۰۲۹۔

اگرامام قیدیوں کو قتل کرنا مناسب سمجھے تو اسے چاہیئے کہ انہیں پیاس اور بھوک کی تکلیف دیئے بغیر آسان موت مارے۔

علامہ سرخسی اپنے اس قول پر بنو قریظہ کے واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ بَعْدَ مَا احْتَرَقَ النَّهَارُ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ: لَا تَجْمَعُوا عَلَيْهِمْ حَرَّ هَذَا الْيَوْمِ وَحَرَّ السِّلَاحِ. قَيِّلُوهُمْ حَتَّى يَبْرُدُوا. فَقَيَّلُوهُمْ حَتَّى أَبْرَدُوا، ثُمَّ رَاحُوا بِبَقِيَّتِهِمْ فَقَتَلُوهُمْ(1)"

رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کے متعلق حکم دیا، جس دن خوب گرم ہوا کہ ان پر اس دن اور اسلحہ کی گرمی جمع نہ کرو، انہیں آرام دو یہاں تک کہ دن ٹھنڈا ہو جائے، تو انہیں دن ٹھنڈا ہونے تک آرام کا موقع دیا گیا، پھر باقیوں کو بعد میں قتل کر دیا گیا۔

سیدنا علیؓ نے بھی اپنے قاتل کے متعلق سیدنا حسنؓ کو جو ہدایات دی ہیں، ان میں بھی یہی فرمایا ہے کہ اس کو اچھا کھلاؤ، پلاؤ اور اچھے و نرم انداز میں باندھو(2)، یعنی قصاص تو اس سے لیا جائے گا لیکن اس سے پہلے اس کو مزید اذیت نہ دو اور نہ اسے اذیت ناک موت مارو۔

البتہ بعض جرائم میں خود شریعت نے سخت ترین طریقوں سے سزائے موت دینے کا حکم دیا ہے، جیسے شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا یا ڈاکہ زانی کرنے والے سولی چڑھانا، لیکن یہ صرف منصوص جگہوں پر ہی نافذ العمل ہوگی، اس کے علاوہ کسی اور جگہ اذیت رساں طریقے سے سزائے موت دینے کو مندرجہ بالا طریقوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

آگ سے جلانے کی ممانعت

عرب میں دشمن کو آگ سے جلا کر سزائے موت دینے کا طریقہ رائج تھا، شریعتِ اسلامی نے آگ سے جلا کر قتل کرنے کو ممنوع قرار دیا، جیسے سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں آیا ہے:

---

(1) المصدر السابق

(2) الشافعی، محمد بن ادریس، المسند، شرکۃ غراس للنشر، الکویت، ۲۰۰۴ء/رقم الحدیث: ۱۶۱۷۔

"عن حمزة الأسلمى أن رسول الله ﷺ أمَّرَه على سريةٍ، قال: فخرجتُ فيها، وقال: إن وجدتُم فلاناً فأحرقُوه بالنار فولَّيتُ، فناداني فرجعتُ إليه، فقال: "إن وجدتُم فُلاناً فاقتُلوه ولا تُحرِقُوه، فإنه لا يُعذب بالنارِ إلا ربُّ النارِ(1)"

حمزہؓ اسلمی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک سریہ کا امیر بنایا، میں اس سریہ میں نکلا، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر فلاں کافر کو پاناتو اسے آگ میں جلا دینا، جب میں پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا، میں واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس کو پانا تو مار ڈالنا، جلانا نہیں، کیونکہ آگ کا عذاب صرف آگ کے رب کو سزاوار ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا علیؓ نے کچھ زندیقوں کو جلایا تو حضرت ابن عباسؓ نے اُنہیں رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم سنایا:

"لاتعذبوا بعذاب الله(2)"

اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح سزا کسی کو نہ دو۔

باندھ کر قتل کرنے اور ذبح کرنے کی ممانعت

انسان کو باندھ کر قتل کرنا اور ذبح کرنا موت دینے کے اذیت رساں طریقوں میں سے ہے، اس لئے اسلامی شریعت نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے، سیدنا خالد بن ولیدؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے ایک جیاد کے موقع پر چار کافر قیدی لائے گئے تو عبدالرحمٰن بن خالدؓ نے انہیں باندھ کر قتل کر دیا، سیدنا ابو ایوبؓ کو جب اس واقعہ کے متعلق بتایا گیا تو آپ نے ان الفاظ کے ساتھ رد عمل دیتے ہوئے فرمایا:

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ «يَنْهَى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ»، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةٌ مَا صَبَرْتُهَا(3)"

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح مارنے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مرغی بھی ہو تو میں اس کو اس طرح روک کر نہ ماروں۔

(1) سنن ابی داؤد، باب فی کراہیۃ حرق العدو بالنار/ رقم الحدیث: ۲۶۷۳۔

(2) البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب لایعذب بعذاب اللہ/ رقم الحدیث: ۳۰۱۷۔

(3) سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی قتل الأسیر بالنبل، رقم الحدیث: ۲۶۸۷۔

اسی طرح پروفیسر ڈاکٹر محمد مشتاق مختلف آیات سے استدلال کر کے انسان کو ذبح کرنے کو عدوان اور شریعت کے حدود سے تجاوز قرار دیا ہے(1)۔

دشمن کے لاشوں کی تدفین

شریعتِ اسلامی نے انسان کی اسی کرامت کی وجہ سے موت کے بعد انسانی لاش کو احترام کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دیا بلکہ اس کو فرض قرار دیا(2)۔ پھر اس حکم کو اتنی اہمیت دی گئی کہ جہاد کے موقع پر مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے کفار تک کی لاشوں کو کبھی یوں کھلا نہیں چھوڑا گیا بلکہ خود آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں کفار کے مقتولین کو دفنایا گیا تاکہ وہ درندوں کی چیر پھاڑ سے محفوظ ہو سکیں، جیسے صحیح مسلم میں غزوہ بدر سے متعلق روایت میں آیا ہے:

"ثُمَّ أَمَرَ بِهِمْ فَسُحِبُوا، فَأُلْقُوا فِي قَلِيبِ بَدْرٍ(3)"

پھر آپ ﷺ نے حکم دیا وہ کھینچے گئے اور بدر کے کنویں میں ڈال دیئے گئے۔

غزوہ بنی قریظہ کے موقع پر جب معاہدہ کے مطابق بنو قریظہ کے لوگوں جب قتل کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان کو دفن کرنے کے احکامات جاری فرمائے، جیسے علامہ ابن حزم (4) نے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ إِذْ قَتَلَ بَنِي قُرَيْظَةَ بِأَنْ تُحْفَرَ خَنَادِقُ وَيُلْقَوْا فِيهَا(5)"

رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے مقتولوں کے متعلق حکم دیا کہ خندق کھود کر ان کو دفن کیا جائے۔

علامہ ابن حزم نے مندرجہ بالا روایات سے استدلال کرتے ہوئے حربی کفار کی تدفین کو فرض کہا ہے اور ان کی لاشوں کو دفن کے بغیر چھوڑنے کو مثلہ قرار دیا ہے۔

---

(1)ڈاکٹر محمد مشتاق، آداب القتال: اسلامی شریعت اور بین الاقوامی قانون کے چند اہم مباحث، شیبانی فاونڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۲۲ء/ص ۱۱۰۔

(2)ابن عابدین، محمد امین بن عمر، الدر المحتار، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ/، ۲: ۲۳۳۔

(3)القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا، بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ/رقم الحدیث: ۲۸۷۴۔

(4)علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری (۳۸۴ھ-۴۵۶ھ) محدث اور فقیہ تھے۔آپ مسلکاً شافعی ہونے کے باوجود خود قرآن و حدیث سے استنباط کرتے، پھر ظاہریہ کا مسلک و مذہب اپنایا۔آپ کی تصانیف میں الاحکام الاصول اور الفصل فی الملل واہواء والنحل مشہور ہیں۔(ابن خلکان ،احمد بن محمد، وفیات الأعیان، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۴ء/۳: ۳۲۵)

(5)ابن حزم، علی بن احمد القرطبیّ، المحلی بالآثار، دار الفکر، بیروت/۳: ۳۳۸۔

انسانی لاش تدفین کو رسول اللہ ﷺ کتنی اہمیت دیتے تھے، اس کا اندازہ سنن دار قطنی میں منقول سیدنا یعلی بن مرہؓ کی درج روایت سے ہوتا ہے:

"سَافَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ فَمَا رَأَيْتُهُ " يَمُرُّ بِجِيفَةِ إِنْسَانٍ فَيُجَاوِزُهَا حَتَّى يَأْمُرَ بِدَفْنِهَا , لَا يَسْأَلُ: أَمُسْلِمٌ هُوَ أَوْ كَافِرٌ؟(1)"

میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ سفر کیا، تو کبھی میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کسی انسانی لاش کے پاس سے بغیر اس کی تدفین کے ہدایت کے بغیر گزرے ہوں، یہ پوچھے بغیر کہ لاش مسلمان کی ہے یا کافر کی۔

اس حدیث میں سیدنا یعلیؓ واضح طور پر فرماتے ہیں کہ یہ جانے بغیر کہ لاش مسلمان کی ہے یا کافر کی، آنحضرت ﷺ اس کی تدفین کا حکم دیتے تھے، اسی طرح اس میں قتال وغیر قتال کی بھی کوئی تفریق نہیں بلکہ جس حالت میں بھی انسانی لاش ہوتی آپ ﷺ انسانی کرامت کو مدنظر رکھ کر اس کو دفن کرنے کی ہدایت دیتے تھے۔

لاش کا معاوضہ لینا

کرامتِ انسانی موت پر ختم نہیں ہوتی بلکہ مرنے کے بعد بھی انسان محترم رہتا ہے، اس لئے نبی ﷺ نے انسانی لاش کا معاوضہ لینے سے انکار فرمایا تھا، غزوہ احزاب میں نوفل بن عبداللہ کو مسلمانوں نے قتل کیا تو قریش کی طرف سے اس کی لاش کو معاوضہ کے بدلے ان کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا، آنحضرت ﷺ نے معاوضہ لینے سے انکار کرتے ہوئے، جیسے السیرۃ الحلبیۃ میں ہے:

" فردّ عليهم رسول الله ﷺ بأنه خبيث الدية،فلعنه الله ولعن ديته (2)"

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے انکار کیا اور فرمایا کہ اس کی دیت ناپاک ہے، پس اس پر اور اس کی دیت پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

---

(1) الدار قطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ/ رقم الحدیث: ۴۲۰۳۔

(2) الحلبی، علی بن ابراہیم، السیرۃ الحلبیہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۷ھ/۲: ۴۲۳۔

اس سے ایک طرف انسانی لاش کا معاوضہ لینے کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے تو دوسری طرف لاش کا معاوضہ لینے کی وجہ سے لاش کی تدفین میں تاخیر کا بھی خطرہ تھا، جس کا سد باب رسول اللہ ﷺ نے مستقل طور پر اس طرح فرمادیا کہ لاش کا معاوضہ لینے کو ممنوع قرار دیا۔

مثلہ کی تعریف

علامہ یاقوت الحموی(1) مثلہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"ومثلت بالقتيل إذا جدعت أنفه وأُذنه أَو مَذاكيره أَو شَيْئًا مِنْ أَطرافه"(2)

جب میت کی ناک، کان یا دیگر اعضاء کاٹے جاتے ہیں، تو اسے مثلہ کہا جاتا ہے۔

علامہ کاسانی(3) نے بھی مثلہ کی یہی تعریف کی ہے:

"وَالْمُرَادُ مِنْ الْمُثْلَةِ فِي الْحَدِيثِ قَطْعُ بَعْضِ الْجَوَارِحِ"(4)

ترجمہ: مثلہ سے مراد بعض اعضاء کا کاٹنا ہے۔

حاشیۃ الدسوقی میں مثلہ کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

"الْمُثْلَةُ بِضَمِّ الْمِيمِ وَسُكُونِ الْمُثَلَّثَةِ الْعُقُوبَةُ الشَّنِيعَةُ كَرَضِّ الرَّأْسِ،وَقَطْعِ الْأُذُنِ أَوْ الْأَنْفِ(5)"

ترجمہ: مثلہ میم کے ضمہ اور ثا کے سکون کے ساتھ، بدترین سزا کو کہا جاتا ہے، جیسے سر، کان یا ناک کاٹنا۔

---

(1) ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی (۵۷۴ھ۔۶۲۶ھ) مؤرخ، ادیب اور امام تھے۔آپ جغرافیہ کے فن میں سند کی حیثیت رکھتے تھے۔آپ کی تصانیف میں سے معجم البلدان، ارشاد الاریب اور معجم الشعراء مشہور ہیں۔(وفیات الأعیان،۶:۱۲۷)

(2) الافریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ/۱۱:۶۱۵۔

(3) علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی (متوفی ۵۸۷ھ) معروف فقیہ اور احناف کے ائمہ میں سے ہیں۔آپ نے محمد بن احمد السمرقندی فقہ کا علم حاصل کیا۔آپ کی کتاب بدائع الصنائع کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔(لکھنوی، مولانا عبد الحیی، الفوائد البہیۃ، دار السعادۃ، مصر/۱:۵۴)

(4) الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۶ھ/۷:۹۵۔

(5) الدسوقی، محمد بن احمد الدسوقی، حاشیۃ الدسوقی دار الفکر، بیروت/ ۲:۱۷۹۔

قرآن کریم سے مثلہ کی حرمت کا ثبوت

جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالی کی عطا کردہ کرامت محض زندگی تک محدود نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے، لہذا کسی انسانی لاش کی بے حرمتی کرنا یا اس کا مثلہ کرنا جائز نہیں۔ قرآن کریم کی کئی آیات سے مثلہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، جیسے ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنا لِوَلِيِّهِ سُلْطاناً فَلا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ(1)﴾

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؒ(2) فرماتے ہیں:

"فَلَا يُسْرِفِ الْوَلِيُّ فِي قَتْلِ الْقَاتِلِ بِأَنْ يُمَثِّلَ بِهِ(3)"

مقتول کا ولی قاتل کو قصاصاً قتل کرتے ہوئے اس کا مثلہ کر کے اسراف وتجاوز نہ کرے۔

جنگ میں انسانی لاش کی حرمت کے حوالے سے ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ---(4)﴾

اور اگر تم انکو تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہنچی ہے۔

مفسرین کے نزدیک غزوہ احد میں کفار نے سیدنا حمزہ بن عبد المطلبؓ سمیت مسلمان شہداء کی لاشوں کا مثلہ کیا، تو آنحضرت ﷺ نے کفار پر غالب آنے کی صورت میں ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرنے کی قسم اٹھائی جس کے بعد یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں، علامہ طبری(5) لکھتے ہیں کہ اس کا نزول اس موقع پر ہوا جب آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے

---

(1) سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷: ۳۳۔

(2) اسمٰعیل بن عمر بن کثیر (۷۰۱ھ۔۷۷۴ھ)۔ آپ نے حصولِ علم کے لئے اسفار کئے۔ آپ مؤرخ، مفسر اور فقیہ تھے۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر قرآن العظیم اور البدایۃ والنہایۃ مشہور ہیں (الأعلام للزرکلی، دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء/۱: ۳۲۰)

(3) ابن کثیر اسمٰعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، بیروت، ۱۴۲۰ھ/۵: ۶۸۔

(4) سورۃ النحل، ۱۶: ۱۲۶، ۱۲۷۔

(5) محمد بن جریر الطبری (۲۲۴ھ۔۳۱۰ھ) مفسر، مؤرخ اور محقق تھے۔ آپ کئی شاہکار تصانیف کے مصنف تھے، جن میں تفسیر جامع البیان اور تاریخ الملوک والامم مشہور ہیں۔ (الذہبی، محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ھ/۲: ۲۰۱)

قسم کھائی کہ جس طرح مشرکین نے مسلمان شہداء کا مثلہ کیا ہے، اسی طرح ہم جب بھی مشرکین پر غالب آئیں گے تو ان کا مثلہ کریں گے، تو اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ کے ذریعے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا(1)

اسی طرح جنگ میں مثلہ کی ممانعت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ(2)﴾

اور جو لوگ تم سے جنگ کریں، ان سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تَعْتَدُوا فِي ذَلِكَ وَيَدْخُلُ فِي ذَلِكَ ارْتِكَابُ الْمَنَاهِي كَمَا قَالَهُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ مِنَ المثُلة، والغُلُول، وَقَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ(3)"

اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑو اور حد سے نہ گزرو، حد سے تجاوز میں منہی عنہ امور سے بچنا بھی شامل ہے، جیسے حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ وہ امور مثلہ کرنا، دھوکہ دینا، عورتوں اور بچوں کا قتل کرنا ہے۔

مندرجہ بالا آیات کریمہ سے انسانی لاش کو مثلہ کرنے کی ممانعت و حرمت معلوم ہوتی ہے۔

احادیث مبارکہ سے مثلہ کی ممانعت کا ثبوت

آنحضرت ﷺ جنگی مہم پر لشکر بھیجتے وقت جنگی ہدایات جاری فرماتے، تو ان ہدایات میں مثلہ سے بھی منع فرماتے تھے، جیسے سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے:

"سِيرُوا بِاسْمِ اللَّهِ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ، وَلَا تَمَثُلُوا(4)"

اللہ تعالیٰ کے نام سے، اس کی راہ میں نکلو اور کفار سے لڑو، مثلہ نہ کرنا۔

رسول اللہ ﷺ حالتِ امن میں اپنے خطبات میں مثلہ سے منع فرماتے، جیسے سیدنا انسؓ کی روایت ہے:

---

(1) ابن جریر، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ/۱۷: ۳۲۲۔

(2) سورۃ البقرۃ، ۲: ۱۹۰۔

(3) تفسیر ابن کثیر/۲: ۵۲۴۔

(4) القزوینی، ابن ماجہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد/حدیث نمبر: ۲۸۵۷۔

"كان نبي الله ﷺ يحثُّنا على الصدقةِ وينهانا عن المثْلَةِ(1)"

نبی کریم ﷺ ہمیں صدقات دینے کی ترغیب دیتے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے۔

اسی طرح عبداللہ بن یزید مثلہ کی حرمت سے متعلق ان الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

"نهى النبي ﷺ عن النهبى والمثلة(2)"

آپ ﷺ نے لوٹ مار کرنے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ایک اور حدیث مبارک میں آیا ہے:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم نهي عن المثلة(3)"

نبی اکرم ﷺ مثلہ سے منع فرماتے تھے۔

آثارِ صحابہؓ سے مثلہ کی ممانعت کا ثبوت

خلفائے راشدینؓ نے بھی اپنے احکامات اور سرکاری مراسلوں میں اس حکم شرعی کا بھرپور خیال رکھا اور انسانی لاش کی بے حرمتی اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے قلعہ نجیر کی فتح کے بعد مہاجر بن امیہ کے نام خط میں لکھا ہے:

"وَإِيَّاكَ وَالْمُثْلَةَ فِي النَّاسِ، فَإِنَّهَا مأثم(4)"

لوگوں کو مثلہ کی سزا نہ دینا کیونکہ مثلہ سنگین گناہ ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیقؓ جہادی مہم پر لشکر روانہ کرتے وقت سپہ سالار کو ہدایات دیتے جن میں مقتولین کا مثلہ کرنے کی ممانعت کا حکم بھی شامل ہوتا(5)۔

---

(1) سنن ابی داؤد باب النہی عن المثلۃ/حدیث نمبر: ۲۶۶۷۔

(2) صحیح البخاری، کتاب المظالم باب النہبیٰ بغیر اذن صاحبہ/رقم الحدیث: ۲۴۷۴۔

(3) الطحاوی، محمد بن احمد، شرح معانی الآثار، کتاب الجنایات، باب الرجل یقتل الرجل/حدیث نمبر: ۵۰۲۰۔

(4) ابن جریر، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، دار التراث، بیروت، ۱۳۸۷ھ/۳: ۳۴۲۔

(5) ڈاکٹر خورشید احمد فاروق، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۷۸ء/ص ۱۲۰۔

اسی جب ایک موقع پر جب ایک سپہ سالار نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے پاس لشکر کفار کے سر کردہ سالار کا سر کاٹ کر بھیجا، تو سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا اور آئندہ ایسا کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

"لَا يُحْمَلُ إِلَيَّ رَأْسٌ(1)"

میرے پاس میت کا سر کاٹ کر نہ بھیجو۔

سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی طرف سے سر کاٹنے پر ناگواری کا اظہار اور اس کی ممانعت کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ بھی مثلہ میں داخل ہے، جیسے مبسوط میں ہے:

"وَأَكْرَهُ أَنْ تُؤْخَذَ رُءُوسُهُمْ فَيُطَافُ بِهَا فِي الْآفَاقِ؛ لِأَنَّهُ مُثْلَةٌ(2)"

ان کے سر کاٹ کر شہروں میں گھمانا مکروہ ہے کیونکہ سر کاٹنا مثلہ کرنا ہے۔

سیدنا عمر بن الخطابؓ بھی مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے، جیسے حیرہ میں موجود سلمہ بن قیس الاشجعی کو ایک خط میں لکھا:

"انْطَلِقُوا بِسْمِ الله وفي سَبِيلِ اللَّهِ تُقَاتِلُونَ مَنْ كَفَرَ باللَّه، لا تُغْلُوا، وَلا تَغْدِرُوا وَلا تُمَثِّلُوا(3)"

اللہ تعالیٰ کے نام سے نکلو اور اس کی راہ میں کفار سے لڑو، تم خیانت نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا اور مثلہ نہ کرنا۔

سیدنا علیؓ کو زخمی کیا گیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سیدنا حسنؓ کو وصیت کی تھی، جس میں درج ذیل ہدایت بھی شامل تھی:

"انظر يا حسن، ان انامت من ضربته هَذِهِ فاضربه ضربة بضربة، وَلا تمثل بالرجل،فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول: إياكم والمثلة، ولو أنها بالكلب العقور(4)"

سنو اے حسن! میں اس کی ایک ضرب سے مرا تو تم بھی بدلے میں ایک ہی وار کرنا اور ہر گز مثلہ نہ کرنا، میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا ہے: مثلہ نہ کرنا، اگرچہ مرنے والا باؤلہ کتا ہی کیوں نہ ہو۔

---

(1) شرح السیر الکبیر، ص ۱۱۰۔

(2) شرح السیر الکبیر/۱۰: ۱۳۱۔

(3) ابن الجوزی، عبد الرحمٰن بن علی، المنتظم فی تاریخ، دار الکتب العلمیہ، بیروت/۲: ۲۷۷۔

(4) تاریخ الطبری/۵: ۱۴۸۔

سیدنا علیؓ کی اپنے قاتل کا مثلہ نہ کرنے سے متعلق وصیت وہدایت امام شافعیؒ نے کچھ یوں نقل کی ہے:

"أَطْعِمُوهُ، وَاسْقُوهُ، وَأَحْسِنُوا أَسَارَهُ، فَإِنْ عِشْتُ فَأَنَا وَلِيُّ دَمِي، أَعْفُو إِنْ شِئْتُ، وَإِنْ شِئْتُ اسْتَقَدْتُ، وَإِنْ مُتُّ فَقَتَلْتُمُوهُ فَلَا تُمَثِّلُوا(1)"

اسے کھانا کھلاؤ، پانی پلاؤ، اسے اچھے انداز سے باندھو، اگر میں زندہ رہا تو میں خود اپنے خون کا ولی ہوں گا، چاہوں تو معاف کردوں اور چاہوں تو بدلہ لوں، اگر میں مر جاؤں اور تم اسے قتل کردو تو اس کا مثلہ نہ کرنا۔

مثلہ کی ممانعت سے متعلق اقوالِ ائمہ

الموسوعۃ الفقہیہ میں فقہاء کی رائے یہ نقل کی گئی ہے کہ مثلہ حرام ہے:

"ذَهَبَ الْفُقَهَاءُ فِي الْجُمْلَةِ إِلَى أَنَّ الْمُثْلَةَ ابْتِدَاءً بِالْحَيِّ حَرَامٌ، وَبِالْإِنْسَانِ مَيِّتًا كَذَلِكَ(2)"

تمام کی یہی رائے ہے کہ انسان کا مثلہ کرنا زندہ ومردہ دونوں صورتوں میں حرام وناجائز ہے۔

پھر خصوصاً جنگ میں کفار کا مثلہ کرنے کے متعلق لکھتے ہیں:

"قَالَ الْفُقَهَاءُ يَحْرُمُ التَّمْثِيلُ بِالْكُفَّارِ بِقَطْعِ أَطْرَافِهِمْ وَقَلْعِ أَعْيُنِهِمْ وَبَقْرِ بُطُونِهِمْ(3)"

فقہاء فرماتے ہیں کہ کفار کے اعضاء کاٹ کر، آنکھیں نکال کر اور پیٹ چاک کرکے مثلہ کرنا حرام ہے۔

امام شافعیؒ مثلہ کی ممانعت کے متعلق فرماتے ہیں:

"وَإِذَا أَسَرَ الْمُسْلِمُونَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرَادُوا قَتْلَهُمْ قَتَلُوهُمْ بِضَرْبِ الْأَعْنَاقِ وَلَمْ يُجَاوِزُوا ذَلِكَ إِلَى أَنْ يُمَثِّلُوا بِقَطْعِ يَدٍ وَلَا رِجْلٍ وَلَا عُضْوٍ وَلَا مِفْصَلٍ وَلَا بَقْرِ بَطْنٍ(4)"

---

(1) المسند للشافعی: ۱۶۱۷۔

(2) الموسوعة الفقهية الكويتية ،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، دار السلاسل، الکویت، ۱۴۲۷ھ/۳۶: ۱۰۸۔

(3) المصدر السابق/ ۳۶: ۱۰۹۔

(4) الشافعی، محمد بن ادریس، الأم، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۱۰ھ/ ۴: ۲۵۹۔

اور جب مسلمان مشرکوں کو قیدی بنائے اور انہیں قتل کرنے کا ارادہ کریں تو ان کے گردن تلوار سے مار کر انہیں قتل کریں اور اس سے تجاوز نہ کریں کہ ان کے ہاتھ، پاؤں، کوئی عضو، کوئی جوڑ کاٹ کر اور پیٹ چاک کر کے مثلہ بنائیں۔

اسلامی قانونِ سیر کے ماہر اور معروف حنفی فقیہ علامہ سرخسی ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ہر خطبہ میں مثلہ سے ہمیں منع فرماتے اور پھر ان الفاظ کے ساتھ اس کی تشریح فرماتے ہیں:

"فَتَخْصِيصُهُ بِالذِّكْرِ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَخُطْبَةٍ دَلِيلٌ عَلَى تَأْكِيدِ الْحُرْمَةِ فِيهِ(1)"

ترجمہ: پس ہر وقت اور ہر خطبہ میں اس (مثلہ کی حرمت) کا ذکر کرنا، اس کی حرمت کی تاکید بیان کرنے کے لئے تھا۔

اسی امام ابو بکر جصاص فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ وہم پیدا ہو جاتا کہ چونکہ حربی کا قتل جائز ہے تو ان کا مثلہ بھی جائز ہوگا، اس لئے آنحضرت ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ مثلہ کی حرمت حربی و غیر حربی تمام کو شامل ہے(2)۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی(3) فرماتے ہیں:

"يُكْرَهُ نَقْل رُءُوسِ الْمُشْرِكِينَ مِنْ بَلَدٍ إلَى بَلَدٍ، وَالْمُثْلَةُ بِقَتْلَاهُمْ وَتَعْذِيبُهُمْ(4)"

ترجمہ: مشرکین کے سر کاٹ کر ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا اور ان کے مقتولین کا مثلہ کرنا مکروہ ہے۔

علامہ ابن رشد مالکی (5) میں فرماتے کہ مسلح تصادم کے وقت کفار کو اسلحہ کے ذریعے مارنے اور قتل کرنے پر اتفاق ہے البتہ ان کا مثلہ کرنا جائز نہیں(6)۔

---

(1)المبسوط/۱۰:۵۔

(2)الرازی، ابو بکر احمد بن علی الجصاص، شرح مختصر الطحاوی، دار البشائر الاسلامیۃ، واد السراج، ۱۴۲۱ھ/۷:۴۵۔

(3)عبد اللہ بن أحمد بن محمد بن قدامہ الجماعیلی الحنبلی (۵۴۱ھ-۶۲۰ھ) مجتہد، فقیہ اور شیخ الاسلام تھے۔ علم کے حصول کے لئے بغداد کا سفر کیا۔ آپ کی تصانیف میں المغنی، المقنع اور العمدہ معروف ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء/۱۶:۱۴۹)

(4)المغنی/۹:۳۲۶۔

(5)محمد بن احمد بن احمد بن رشد القرطبیّ (۵۲۰ھ) فلسفی، فقیہ اور قاضی تھیں۔ آپ نے اپنے والد اور ابو مروان بن مسرۃ سے کسب فیض کیا۔ آپ کی تصنیفات میں بدایۃ المجتہد، الکلیات اور مختصر المستصفیٰ شامل ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء/۱۵:۴۲۶)

(6)بدایۃ المجتہد/۲:۱۴۸۔

ملکی وبین الاقوامی قوانین میں مثلہ کی ممانعت

بین الاقوامی انسانیت میں بھی دورانِ جنگ مرنے والوں کی لاشوں کا مثلہ وبے حرمتی کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ممکنہ حد تک احترام کے ساتھ تدفین کی ہدایت دی گئی ہے:

"The detaining authorities shall ensure that internees who die while interned are honourably buried(1)".

حراست میں لینے والے حکام اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ قید کے دوران مرنے والے قیدیوں کو باعزت طریقے سے دفن کیا جائے۔

یہی بات تیسرے جنیوا کنونشن میں بھی کی گئی ہے:

"The detaining authorities shall ensure that prisoners of war who have died in captivity are honorably buried(2)".

ترجمہ: حراست میں لینے والے حکام اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ قید کے دوران مرنے والے قیدیوں کی باعزت طریقے سے دفن کیا جائے۔

قاہرہ کے اسلامی انسانی حقوق کے اعلامیہمیں بھی مسلح تصادم میں انسانی لاش کو مسخ کرنے اور مثلہ کرنے کی ممانعت کرتے ہوئے کہا گیا کہ ایسے حالات جہاں طاقت کا استعمال ہو اور مسلح تصادم کی صورت میں۔۔۔ لاشوں کو مسخ کرنا ممنوع ہے(3)۔

ہیگ کنونشن 1907 کی دفعہ 16 میں متحارب فریقین کو دورانِ جنگ مرنے والوں کی لاشوں کے تحفظ کا پابند بنایا گیا ہے :

"After every engagement... to protect them, as well as the dead, against pillage and ill-treatment(4)".

ہر لڑائی کے بعد متحارب فریقین پر لازم ہیں کہ ممکنہ حد تک تباہ شدہ جہازوں، بیماروں اور زخمیوں کی تلاش کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ مرنے والوں کو لوٹنے اور ناروا سلوک سے بچانے کے لیے بھی اقدامات یقینی بنائیں۔

---

(1)Geneva convention IV , Article :130-

(2)Geneva convention III , Article :120-

(3)Cairo Declaration on Human Rights in Islam1990, Article:3(a).

(4)Hague convention 1907 , Article :16.

تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 297 اور 297اے میں انسانی لاش کی بے توقیری اور اس کے حرمت کی پامالی کو جرائم میں شامل کیا گیا، جس کی سزا قید اور جرمانہ کی شکل میں مقرر کی گئی ہے۔

نتائج

1) اللہ تعالیٰ نے انسان اشرف المخلوقات اور خصوصی کرامت و حرمت عطا فرمائی، جو زندگی کے ساتھ ساتھ مرنے کے بعد بھی اسی طرح باقی رہتی ہے۔
2) مثلہ کرنا حالتِ امن کی طرح حالتِ جنگ میں بھی ممنوع ہے۔
3) قرآن کریم، احادیث مبارکہ، آثار صحابہؓ اور اقوالِ ائمہ سے انسانی لاش کی بے حرمتی اور مثلہ کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔
4) بین قانون انسانیت سمیت دیگر عالمی معاہدات و قوانین میں بھی انسانی لاش کے تحفظ کی تاکید کی گئی اور اس کی بے حرمتی سے منع کیا گیا ہے۔
5) پاکستان میں رائج فوجداری قانون "تعزیراتِ پاکستان" میں بھی انسانی لاش کی بے حرمتی کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆